اقلیتی تعلیمی مدارس حکومتِ مہاراشٹر کے مکر وفریب سے پریشاں۔
۱۸،فروری ۲۰۰۵ء کا حکمنامہ اقلیت کے ساتھ محض دھوکہ ہی نہیں توہین عدالت بھی ہے!!!

شیخ نثاراحمد تنبولی 9372822580

اپنے قاتل کی ذہانت سے پریشان ہوں میں
روز ایک موت نئے طرز کی ایجاد کرے

سنسکرت زبان میں ایک کہاوت ہے ''وناش کالے ویرت بُدّھی'' ہر بربادی سے پہلے عقل ماؤف ہوجاتی ہے۔مہاراشٹر کی برسر اقتدار پارٹی نے ریاست میں جو من مانی رویہ اختیار کرر کھا ہے یہ کہیں اس کی بربادی کی نشانی تونہیں؟ گذشتہ ۷ سالوں سے انہوں نے مسلمانوں کو تعلیم سے بے بہرہ رکھنے کے لئے تعلیمی معاملات کے تعلق سے جو استحصال اور حق تلفی کا رویّہ اپنار کھا ہے اس سے یہ گماں لاحق ہوتا ہیکہ وہ ہمیں اپنا غلام بنا کر رکھنا چاہتے ہیں تا کہ وقت موقع سے بطورِ ووٹ بینک ہمارا استعمال کیا جاسکے۔کبھی غیر قانونی اور غیر آئینی طرزِ طریقہ سے Permanent No Grant پالیسی اپنا کر،کبھی مرکزی حکومت سے فراہم کردہ کروڑوں روپیہ جو کہ اقلیت کے تعلیمی اداروں پر خرچ ہونا تھا،اس امانت میں خیانت کر کے،کبھی سرکاری حکمنامہ کے باوجود سلیکشن کمیٹی میں اقلیت کو مناسب نمائندگی سے محروم رکھ کر تو کبھی سرکاری احکامات کو ٹھوکر مار کر مسلم او بی سی امیدواروں کو ذات کے اسناد سے محروم رکھ کر تو کبھی اُردو پرائمری مدارس کی گرانٹ چھین کر تو کبھی اقلیتی اور دیگر اقلیتی اداروں میں کھلے عام تفریقہ کا ثبوت دیکر۔ یہاں تک کہ قانون اور سرکاری حکمنامہ کو ٹھکرا کر اقلیتی اداروں کے اسکول منظوری پر پوزل کو لینے سے انکار کر کے وغیرہ وغیرہ۔

ملی استحصال،حق تلفی اور ظلم زیادتیوں کے تعلق سے نئے نئے انکشافات سے تن بدن میں غم وغصّے کی لہر شدت سے بڑھتی جارہی ہے۔دردِ آشنا کی جستجو میں داستانِ غم کا نوحہ مسلسل گذشتہ ۵ سالوں سے اخبارات میں آرٹیکل اور ٹی وی پر انٹرویو کے ذریعہ مشتہر کیا جاتا رہا ہے۔لیکن بدقسمتی سے نہ تو متوقع ذہن سازی ہو پائی ہے اور نہ ہی کسی ٹھوس ردعمل کے آثار نظر آرہے ہیں۔اس لئے اللہ سے بس یہی دعا ہیکہ:

دل پھٹنے لگا ہے ضبطِ غم سے
مالک کوئی دردِ آشنا دے

بہر حال حاصل شدہ معلومات کے تحت قوم کو اِنتفاع نہ پہنچانے پر وہاں جواب دہی کا خوف من میں ضرور ہے۔لہذا ہم پر کی جانے والی ناانصافیوں،حق تلفی،ظلم زیادتیوں اور ہمارے اِستحصال کی جانکاری کو عام کرتے رہنا ہوگا، بھلے ہی متاثرین اور مظلومین ٹس سے مس نہ ہو۔لہٰذا، حاضر خدمت آرٹیکل میں برسر اقتدار حکومت کے من لہری طریقہ کار ،لاقانونیت،توہینِ عدالت اور اَخلاقی اِبتذال کی اِنتہاء کے تعلق سے ایک اور ثبوت پیش کیا جارہا ہے۔

۱۸،فروری ۲۰۰۵ء کے سرکاری مودی نامہ کے تحت اقلیتی اداروں کی گرانٹ روک لی گئی ہے۔فرمان جاری کردیا گیا ہیکہ اَقلیتی اداروں کے ماتحت مدارس میں ملازمت بھرتی کے تعلق سے رِیزرویشن پالیسی اپنانا لازمی ہے۔نتیجتاً اَساتذہ کو تنخواہ سے محروم رہنا پڑرہا ہے۔کیا یہ معاملہ آئین ہند کی دفعہ ۲۱ کو مجروح نہیں کرتا ہے؟اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہیکہ MEPS RULES 1981 کے رول ۹ کے تحت ریزرویشن پالیسی ۱۹۸۱ء سے ہی تمام مدارس پر لازم قرار دی گئی ہے۔لیکن پچھلے دس سالوں تک محکمہ تعلیم نے کبھی ریزرویشن پالیسی کے لئے اصرار نہیں کیا، پھر اچانک اندھیر نگری چوپٹ راجا ٹکے سیر بھاجی ٹکے سیر کھاجا، برسرِ اقتدار حکومت کو اس پالیسی کا خیال کیوں چڑ ایا؟ ثابت یہ ہوتا ہیکہ ریاستِ مہاراشٹر میں قانون بڑا نہیں بلکہ سرکاری احکامات بڑے ہیں۔آیئے سب سے پہلے یہ دیکھتے ہیکہ متذکرہ مودی نامہ کسی طرح توہین عدالت کا مرتکب ہے۔

فاضل بمبئی ہائیکورٹ نے ۴، مئی ۲۰۰۱ء ST. FRANCIS DE SALES EDUCATION SOCIETY, NAGPUR V/s. STATE OF MAHARASHTRA معاملہ میں صاف اور عیاں طور سے حکم صادر کیا ہیکہ ''MEPS RULES 1981 کے رول ۹ کے تحت ریاستی حکومت اقلیتی تعلیمی ادروں پر ملازم بھرتی کے تعلق سے رِیزرویشن پالیسی پر عمل کرنے کی ہدایت نہیں دے سکتی ہے''اس فیصلہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہیکہ اول تو یہ فیصلہ فاضل ہائیکورٹ کے سنگل یا ڈویژن بینچ کا نہیں بلکہ فل بینچ کا ہے۔دوم یہ کہ متذکرہ فیصلہ آئین ہند کی دفعہ (۱) ۳۰ کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے ملک کی متعداد فاضل ہائیکورٹ اور فاضل سپریم کورٹ کے انگنت فیصلہ جات کی روشنی میں صادر کیا گیا ہے۔لہذا متذکرہ فیصلہ کی موجودگی میں اقلیتی اداروں پر حکومت مہاراشٹر کی جانب سے ریزرویشن پالیسی لازمی کرنا توہینِ عدالت ہے۔حکومت کے اس رویہ کے تعلق سے فاضل ہائی کورٹ میں Contempt Petition اگر داخل کی گئی تو انشاء اللہ کامیابی یقینی ہے۔اور اگر کامیابی مل جاتی ہے تو آنے والے وقت میں کوئی بھی حکومت ہمارے ساتھ اس قسم کی حماقت کرنیکی جرأت نہیں کرسکے گی۔

بددیانت ، بدسرشت ، بدنہاد اور جمہوری تقاضوں کو پامال کرنے والی ریاستِ مہاراشٹر کی برسر اقتدار عامرانہ حکومت کے متنازعہ حکم نامہ سے بے شک اقلیتی تعلیمی اداروں کو براہِ راست کوئی بڑا نقصان نہ پہنچا ہو۔لیکن یہ بات تو یقینی ہیکہ متاثرہ مدارس کے اساتذہ پر نہ صرف فاقہ کشی کی نوبت آن پڑی ہے بلکہ کچھ معلمات کی تو ازدواجی زندگی داؤ پر لگ چکی ہے۔ ویسے جن قانونی نقاط کے بل بوتے پر انشاء اللہ متذکرہ مودی نامہ پر اِسٹے مل سکتا ہے،انہیں چند اساتذہ اور اداروں کو آگاہ کیا جاچکا ہے۔ اساتذہ اور اداروں کی مالی دشواریاں اور چند اداروں کی سیاسی مجبوریاں،عدلیہ کا دروازہ کھٹکھٹانے میں حائل ہورہی ہے۔رہا سوال متاثرہ افراد کے علاوہ مفاد عامہ کے تحت ہمارے کسی بھائی کے ذریعہ متذکرہ حکم نامہ کے تعلق سے یا بطور Contempt Petition عدلیہ کا دروازہ کھٹکھٹانے کا تو ہمیں چوک چوراہوں، ہوٹلوں یا شادی بیاہ کے موقع پر قومی المیہ کے تعلق سے لمبی چوڑی گفتگو کا

P.T.O

شوق تو ہے لیکن ہماری ایک غیر کلمہ گو بہن تیستا شیتلواڑ کی طرح انسانی درد کی تڑپ سے مغلوب ہو کر مستعدی سے فاضل سپریم کورٹ کا دروازہ کھٹکھٹانے کا مزاج ہم میں عام نہیں ہے۔ یہ بات کون نہیں جانتا ہیکہ ۲۵، اکتوبر کی شام اسٹنگ آپریشن کے ذریعہ مودی کے خون آشام، دلدوز اور خونچکاں کارنامہ کو، ٹی۔وی پر بتلایا گیا اور فوراً ۲۷، اکتوبر کو محترمہ مفاد عامہ کے تحت ہنگامی سماعت کے لئے فاضل سپریم کورٹ سے رجوع ہو گئی۔ لیکن ہم ہیں کہ پتلے جلانے اور جلسہ جلوس کی تیاری میں بھٹک رہے ہیں۔ ہمارا روایتی کوّا برسوں سے مٹکے میں کنکر ہی ڈال رہا ہے اور اُن کا کوّا آیا، مٹکے میں پرنی ڈالی اور تشنگی ختم کر کے چلا بھی گیا۔

آیئے اب اس حقیقت کو بھی جان لیتے ہیکہ متذکرہ مودی نامہ، اَقلیت کے ساتھ دھوکہ اور مکر وفریب کیسے ہے؟ متنازعہ حکم نامہ میں درج ہیکہ ''فاضل سپریم کورٹ کے T.M.A. PAI FOUNDATION V/s. STATE OF KARNATAKA اور دیگر فیصلہ کو مدّ نظر رکھتے ہوئے نان گرانٹ اور قائم نان گرانٹ ثانوی، اعلیٰ ثانوی مدارس اور جونیئر کالج میں داخلہ کا طریقہ کار، ریزرویشن اور فیس وغیرہ کے تعلق سے کی جانے والی کاروائی''۔ اگر حکمنامہ کے اس کوٹیشن کا مطالعہ کیا جائے تو متنازعہ حکمنامہ اس کوٹیشن کے بھی مترادف ہے۔ دوم یہ کہ T.M.A.Pai فیصلہ میں ملازم بھرتی ریزرویشن کا ذکر تو کہیں نہیں، اُلٹ اس فیصلہ کے ایشو نمبر (سی) ۵ کی روشنی میں یہ حکمنامہ کورٹ کے فیصلہ کے خلاف ہے۔ اس طرح عدلیہ کے فیصلہ کا حوالہ مکر وفریب سے دینا ننگا ناچ نہیں تو کیا ہے؟ ایسے ننگے ناچ سے متاثر ہو کر ہی ''پرتیگھات'' اور ''ہندوستانی'' جیسی فلموں کو پلاٹ ملتے ہیں۔ اس مودی نامہ میں بطورِ حوالہ ۱۹۹۷ء سے ۲۰۰۳ء تک کے چار سرکاری احکامات درج کئے گئے ہیں۔ لیکن ان احکامات میں کہیں بھی اقلیتی اداروں میں ملازم بھرتی کے تعلق سے ریزرویشن پالیسی کا کہیں کچھ ذکر نہیں۔ R.T.I. کی مدد سے جب حکومت سے معلومات طلب کی گئی کہ T.M.A. FOUNDATION فیصلہ کے کس پیاراگراف کے تحت اقلیتی اداروں پر ریزرویشن پالیسی عائد کی گئی ہے اور ساتھ ہی متنازعہ حکمنامہ میں درج جس دیگر فیصلہ کا ذکر کیا گیا ہے اُس فیصلہ کے سائٹیشن کی کاپی منگوائی گئی تو حکومت نے چپ سادھ لی۔ حکومت کے اس رویہ کو محض تعصب کا نام دینا بجا نہیں۔ بلکہ حکومت کی اتنی جرأت کی وجہ ہے، صرف اور صرف ہماری بے حسی، عدم بیداری، قانون سے ناواقفیت اور تحقیقی جستجو کے تعلق سے انتہاء درجہ کی لاپرواہی اور بیگانگی وغیرہ وغیرہ۔ لیکن ہم ہیکہ ایک لفظ ''تعصب'' کے نام کا ڈھنڈورا پیٹ کر خاموش کسی کرشمہ یا معجزہ کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔ اپنی خامیوں اور کوتاہیوں کو یکلخت نظر انداز کر کے دوسروں پر سارا الزام دھر دینے کی فطرت سے ہم جو مجبور ٹھہریں:

پانی دیکھا، نہ زمیں دیکھی، نہ موسم دیکھا
بے ثمر ہونے کا الزام شجر پر رکھّا

اپنی استعداد اور حیثیت کے برتے پر مسلمانوں کے ایک تعلیمی مسئلہ کو لے کر مشہور ترین وکلاء سے گفتگو کرنے پر بڑا تلخ تجربہ ہاتھ آیا جسے بتلانا اس لئے بھی ضروری ہیکہ اچھے وکلاء ملنا بھی جوئے شیر لانے سے کم نہیں۔ ایک غیر مسلم ماہر قانون وکیل کہتا ہیکہ آر ایس ایس ذہنیت کے دورِ حکومت میں سب کچھ ہو سکتا ہے۔ جب انکی توجہ اس جانب مرکوز کروائی گئی کہ آئین ہند کی دفعہ ۱۴ ہمیں کب کام آئیگی تو انکا اُٹ پٹانگ جواب تھا کہ ان کے پاس سپریم کورٹ کا فیصلہ موجود ہے۔ لیکن فیصلہ کے طلب کئے جانے پر وہ بغلیں جھانکنے لگے۔ یہاں بات یہ نہیں ہیکہ موصوف ایک قابل اور ذہین وکیل نہیں ہیں بلکہ اُنکا مقصد آر ایس ایس کا نام لے کر موٹی فیس وصول کرنا تھا۔ اس کے بعد ہم دو مسلم وکلاء سے بھی ملیں۔ تمام تر قانونی نقاط پر بحث بھی ہوئی، انہوں نے ان نقاط کو تسلیم بھی کیا۔ لیکن ایک صاحب جون مہینہ سے اکتوبر تک کیس پر اسٹڈی ہی کرتے رہے لیکن باوجود FOLLOW UP کے انکے در سے کوئی صدا نہ آئی۔ دوسرے صاحب تھے کہ اُنہیں سمجھانے والا انگریزی میں قانونی نقاط سمجھانے کی جی توڑ کوشش کر رہا تھا لیکن وہ صاحب انگریزی میں ہمارے ساتھ بیٹھے ہوئے ایک مولوی صاحب سے مخاطب ہو کر اُٹ پٹانگ بکے جا رہے تھے۔ اُنہوں نے بڑی آسانی سے کہا کہ وہ متوقع ہدایت کورٹ سے دلوا دینگے۔ جب ان سے کیس لینے کے لئے کہا گیا تو انکا جواب تھا، کوئی فائدہ نہیں! ہو سکتا ہے دونوں مسلم وکلاء نے شاید اس ڈر سے ہمیں ٹرکا دیا ہو کہ قوم کے نام پر اُنہیں بغیر فی دیئے کام کرنا ہوگا۔ اللہ ہمیں سمجھنے اور سمجھانے کی توفیق دے۔ (آمین)